ہمارا مرثیہ ــــ ادب، تہذیب اور مذہب کا پاکیزہ اتحاد

اردو مرثیہ اپنی ہیئت، اپنے جہات اور اپنے فروغ وارتقا کے لحاظ سے اپنے میں منفرد ہے۔ اس کی اپنی الگ پہچان ہے۔ یہ کربلا سے اتنا خاص ہے کہ اب اردو میں مرثیہ کی اصطلاح کربلائی مرثیہ سے خاص ہوکر رہ گئی، اس حدتک کہ عام مرثیہ کو اپنے لئے الگ سے خاص اصطلاح تلاش کرنا پڑی۔ اس وقت اردو مرثیہ کی عظمت واہمیت یا وسعت وفروغ کی بات نہیں کرنا ہے۔ اتنا بہرحال طے ہے کہ اردو مرثیہ ادب، تہذیب اور مذہب کا پاکیزہ اتحاد ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسے ان کا تروینی سنگم کہا جاسکتا ہے۔ (یہاں سنگم سے وابستہ عقیدت وعقیدہ کے مشرکانہ عنصر سے قطع نظر، ہمارے سامنے اس کے صلائے عام، فیضان عامہ، جاں بخش روانی، تقدس، روحانی والہانہ وابستگی اور عوامی مقبولیت و پذیرائی ہے۔ شیخ یا شیخان حرم معاف فرمائیں۔) یوں بنیادی طور سے مرثیہ ایک صنف ادب ہی ہے اور اسی تعلق سے یہ تہذیب کا حصہ ہے (تہذیب کا آئینہ بھی)۔ پھر مرثیہ کے سارے ممدوح کردار تاریخی ہیں اور سراسر اسلامی۔ مرثیہ کے شاعر عموماً اچھے اسلام شناس ہوئے ہیں۔ ان کی اسلام شناسی نے مرثیہ میں براہ راست یا بالواسطہ طور سے پیش کی ہوئی تہذیب کو (جو نری دیسی ہے) غیر اسلامی حدود میں جانے سے روکے رہی۔ اس طرح مرثیہ ہماری تہذیب، اخلاق اور اسلام (اور کسی حد تک تاریخ) کا بیش بہا خزانہ ہے جسے دائرۃ المعارف/انسائیکلوپیڈیا (Encyclopaedia) کہا جاسکتا ہے۔ پھر بھی اسے تاریخ، اسلام، تہذیب واخلاق میں 'قومی ترانہ' سے زیادہ قانونی حیثیت، یادرسی منزلت دینے کے کوئی معنی نہیں۔ انہیں ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مرثیہ کو دیکھنا چاہئے۔

مرثیہ کے خاص تہذیبی اور دینی تعلق کے خیال سے ہی شعاع عمل میں مرثیے خاص طور وزور سے پیش کئے جاتے رہے ہیں۔ موجودہ شمارہ میں بھی مرثیہ شامل ہے۔

(م۔ر۔عابد)